Fikr-o-Nasar (Islamabad) 30:4 (1993)

ڈاکٹر ماریا ازابیل فیرّو۔ ایک تعارف

محمد خالد مسعود

جدید ہسپانیہ میں اندلس کی اسلامی میراث سے دلچسپی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ محققین کی ایک بہت بڑی تعداد اسلامی عہد کو ہسپانیہ کی قابل فخر میراث سمجھتی ہے اور یہ عہد آج کی بہت سی تصنیفات کا موضوع ہے۔ ہسپانیہ میں اسلامی عہد کے آثار عمارتوں کی صورت میں بھی موجود ہیں اور مخطوطات کی کثیر تعداد کی شکل میں بھی ۔ ان جدید علمی رجحانات کے نتیجے میں بہت سے مخطوطات تحقیق کے بعد شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے غالباً سب سے اہم عبدالملک بن حبیب (متوفی ۲۳۸ھ) کی "تاریخ" ہے جو ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ (۱) یہ اسلام کی سب سے پہلی عالمی تاریخ ہے جو طبری کی تاریخ الرسل والملوک سے بھی پہلے لکھی گئی۔

سپین کی جامعات میں عربی زبان اور اسلامی علوم کے شعبے قائم ہیں جہاں تاریخ اسلام، علم فقہ، علم حدیث، علم کلام اور اصول فقہ جیسے دقیق علوم پر تحقیق کا کام ہو رہا ہے اور اندلس کی مسلم شخصیات کے تراجم تیار ہو رہے ہیں۔ ان جامعات میں میڈرڈ، غرناطہ، بلنسیہ اور الاکانتے قابل ذکر ہیں۔ جامعہ میڈرڈ سے ایک وقیع علمی مجلّہ "القنطرہ" شائع ہوتا ہے جو پہلے "الاندلس" کے نام سے چھپتا تھا۔ جامعہ الاکانتے سے مجلّہ "شرق الاندلس" شائع ہوتا ہے۔ یہ دونوں رسالے ہسپانوی زبان میں ہیں۔ ایک اور علمی مجلّہ میڈرڈ کے ادارہ ثقافت ہسپانیہ و عرب سے "الاوراق" کے نام سے ہسپانوی اور عربی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ آج کل کی علمی سرگرمیوں میں پروفیسر گارسیا گومیز، پروفیسورا مانویلامارین ماریا، لوسیا آبیلا، لوئیس مولینا، ایکسپراسیون گارسیا، اور ماریا ازابیل فیرو کے نام نمایاں ہیں۔ اس مضمون میں ہم ان میں سے ایک شخصیت کے علمی کام کا تعارف پیش کریں گے۔

ڈاکٹر ماریا ازابیل فیرو (۲) حکومت ہسپانیہ کی علمی تحقیقات کی مجلس اعلی کے ادارہ لسانیات

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کے شعبہ علوم عربیہ سے وابستہ ہیں۔ تاریخ اندلس، مالکی فقہ، عبادات اور بدعات ان کی خصوصی دلچسپی کے موضوعات ہیں، جن پر وہ ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں پچاس سے زیادہ مقالات شائع کرکے اہل علم سے داد وصول کر چکی ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ڈاکٹر فیرو نے ۱۹۷۴ء میں میڈرڈ کی جامعہ کمپلوتانسے کے شعبہ لسانیات میں داخلہ لیا جہاں سے سامی زبانوں میں تخصص کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں فارغ التحصیل ہوئیں۔ ان کی اعلی کارکردگی کی بناء پر انہیں ڈاکٹریٹ کے لئے وظیفہ ملا۔ انہوں نے ۱۹۸۰ء میں پی ایچ ڈی پر مقالہ لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۸۲ء میں وہ لندن گئیں اور ایک سال تک لندن یونیورسٹی کے مدرسہ علوم شرقیہ و افریقیہ سے وابستہ رہیں۔ ۱۹۸۳ء میں لندن سے واپسی پر جامعہ کمپلوتانسے کے شعبہ علوم عربیہ و اسلامیہ میں استاد مقرر ہوئیں۔ ۱۹۸۵ء میں انہوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی ۔ اس کے بعد ۱۹۸۷ء سے وہ علمی تحقیقات کی مجلس اعلی کے ادارہ لسانیات میں شعبہ علوم عربیہ میں بطور محقق کام کر رہی ہیں۔ اپنی علمی خدمات کے پیش نظر "القنطرہ" اور "اوراق" کی مجلس ادارت کی رکن بھی ہیں۔

ڈاکٹر فیرو نے جب تحقیقی کام شروع کیا تو مجلس اعلی کے زیر اہتمام اندلس کے اسماء الرجال اور تراجم کے ایک عظیم منصوبے پر کام ہو رہا تھا (۳) ۔اب تک اس کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں ۔ ڈاکٹر فیرو نے اس سلسلے میں ابن حاتم الطلیطلی، معاویہ بن صالح الحضرمی کے علاوہ الذھبی، المقریزی، ابن القوطیہ، الصفدی اور ابن الطلاع کی کتابوں میں مذکور اندلس کی شخصیات پر مقالے لکھے ہیں ۔ ان کے علاوہ بھی اندلس کی اہم شخصیات کے بارے میں ان کی تحقیقات شائع ہو چکی ہیں ۔ ان کے مقالات اور تصنیفات کی ایک منتخب فہرست مضمون کے آخر میں دی جا رہی ہے۔

اس مضمون میں ان تمام تحقیقات کا جائزہ لینا ممکن نہیں اور نہ ہی ضروری ہے، ہم ڈاکٹر فیروّ کے تخصص کے ایک موضوع پر ان کی تحقیقات کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں جو برصغیر پاک و ہند کے محققین اور قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گا۔ یہ موضوع حدیث اور بدعت کی بحث سے تعلق رکھتا ہے۔

اندلس میں بدعت کی بحث ہمیشہ اہمیت کی حامل رہی۔ غالبًا اس کی وجہ یہ تھی کہ

دارالاسلام کے مرکز سے دور علاقوں میں علماء کی مستقل توجہ اس بات پر رہی کہ مقامی اثرات کے تحت دین میں نئی باتیں نہ داخل ہو جائیں ۔ یہ تشویش بعد میں دائمی حیثیت اختیار کر گئی کیونکہ حج اور تحصیل علم کے لئے اندلس سے مسلمانوں کا مرکز کی طرف سفر مسلسل جاری رہا اور مرکز سے بھی علماء اندلس میں آتے رہے ۔ اس سفر کو "رحلہ" کہا جاتا تھا اور اسے علمی زندگی میں قریب قریب لازمی سمجھا جاتا تھا۔ سفر کے دوران ان علماء کو مرکز میں علمی سرگرمیوں اور عبادات و عادات سے واقفیت کے ساتھ اندلس میں دینی زندگی کے مظاہر سے موازنے کا موقع ملتا۔ چنانچہ مرکز سے اندلس میں آنے والے علماء اور اہل اندلس میں ہمیشہ یہ بحث رہی کہ کون سے رواج بدعت ہیں اور کون سے جائز ہیں ۔ اندلس کے علماء اس معاملے میں بے حد محتاط تھے اور اپنی روایت کی حفاظت میں وہ تقلید کی انتہا تک پہنچ گئے۔ حتیٰ کہ انھوں نے علم حدیث کی اشاعت میں بھی مزاحمت کی ۔

اندلس میں علم حدیث

ڈاکٹر فیرو نے مالکی مذہب کی اندلس میں آمد، خصوصاً علم حدیث کی ترویج پر بیش قیمت تحقیقات پیش کی ہیں ۔ ان کی روشنی میں بہت سی نئی باتیں سامنے آئی ہیں اور اندلس کی دینی تاریخ کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ ڈاکٹر فیرو کی تحقیق کے مطابق اندلس میں علم حدیث کی ابتدائی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

پہلا دور جو دوسری صدی ہجری کے نصف آخر سے شروع ہوتا ہے اور تیسری صدی ہجری کے نصف اول پر ختم ہوتا ہے، حدیث کی آمد کا ابتدائی دور ہے۔ اندلس پہلی صدی ہجری میں فتح ہو چکا تھا، اور اس کے ساتھ ہی مدینہ اور شام سے علماء اور فضلاء کی اندلس میں آمد شروع ہو گئی تھی ۔ اندلس کا مرکز سے مسلسل رابطہ تھا۔ تاہم اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ علم حدیث کی آمد اندلس میں تیسری صدی ہجری کے آخر میں ہوئی ۔ جب تک مالکی مذہب کافی حد تک مستحکم ہو چکا تھا۔ اندلس میں تاریخی ادب کی ایک خاص شاخ "اوائل" کی ہے جس میں مختلف امور کے آغاز سے یعنی سب سے پہلے کس کے ذریعے کیا چیز اندلس میں آئی، بحث کی جاتی ہے ۔ اوائل کے اس ادب میں اندلس میں سب سے پہلے حدیث کو متعارف کرانے

والوں میں معاویہ بن صالح (م ۱۵۸ھ) صعصعہ بن سلام (م ۲۰۲ھ) اور عبدالملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ) کے نام آتے ہیں۔ البتہ ڈاکٹر فیرو کی تحقیق یہ ہے کہ صعصعہ بن سلام کے بارے میں یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کیونکہ صرف ابن یونس (م ۳۴۷ھ) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اندلس میں امام اوزاعی کے مذہب اور حدیث کی کتابوں کو سب سے پہلے متعارف کرانے والے صعصعہ بن سلام ہیں اور ابن یونس نے اپنے ماخذ یا سند کا ذکر نہیں کیا۔ معاویہ بن صالح کے بارے میں دلچسپ امر یہ ہے کہ اندلس سے زیادہ عراق و خراسان میں مشہور تھا کہ اندلس میں حدیث کو معاویہ نے متعارف کرایا۔ اندلس کے علماء کو ان کے ماہر حدیث ہونے کا علم عراق اور خراسان میں جا کر ہوا۔ اس کے بعد معاویہ کی روایت کردہ احادیث کی جمع و تدوین شروع ہوئی۔ ابن وضاح القرطبی (م۲۸۷ھ) کے بقول اس وقت تک اندلس میں علم حدیث سے دلچسپی شروع نہیں ہوئی تھی۔

ابن وضاح کے قول کی وضاحت کے لئے حدیث اور علم حدیث میں فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔ علم حدیث سے عدم دلچسپی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اندلس میں حدیث سے آگاہی موجود نہیں تھی۔ اس اختلاف کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے' یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ امام مالک کے ایک شاگرد زیاد بن عبدالرحمن اللخمی شبطون (۱۹۳ھ) نے مالکی فقہ اور خصوصاً امام مالک کی موطا کو اندلس میں متعارف کرایا تھا لیکن علمائے حدیث کے ہاں موطا کو کبھی حدیث کی کتاب تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ موطا مدینہ کے رواج اور عمل پر مبنی ہے اور اس میں اسناد کے وہ اصول نہیں جو علمائے حدیث کے ہاں مستعمل ہیں۔ امام مالک کے نزدیک خبر واحد سے زیادہ عمل متواتر خواہ وہ صحابی یا تابعی سے منقول ہو قابل حجت ہے۔ چنانچہ فقہاء کے اصول حدیث' علمائے حدیث کے اصولوں سے مختلف تھے۔ حتیٰ کہ عبدالملک بن حبیب جو اپنی کتاب التاریخ اور الواضحہ میں اسناد کا اہتمام کرتے ہیں وہ بھی علمائے حدیث کے اصولوں پر پورے نہیں اترتے۔

ڈاکٹر فیرو کے مطابق اندلس میں حدیث کا آغاز صحیح معنوں میں دوسرے دور میں ہوا جو تیسری صدی ہجری کے اواخر میں شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی اہم شخصیات بقی بن مخلد (م۲۷۶ھ)' اور محمد بن وضاح القرطبی (م ۲۸۷ھ) ہیں۔ اول الذکر کا تعلق شافعی مذہب سے تھا اور آخر الذکر مالکی تھے۔ بقی بن مخلد نے احمد بن حنبل جیسے ائمہ حدیث سے علم حدیث حاصل

کیا تھا۔ لیکن مذہب کے لحاظ سے وہ امام شافعی کے پیرو تھے۔ بقی بن مخلد اپنے ساتھ احادیث کا جو ذخیرہ اندلس لائے اس کے حجم کا اندازہ ابن الفرضی اور ابن عبدالبر کے اقوال سے ہوتا ہے۔ ابن الفرضی کا کہنا ہے کہ بقی نے حدیث اور روایت سے اندلس کو بھر دیا۔ ابن عبدالبر کے بقول بقی پہلے شخص تھے جنہوں نے اندلس میں حدیث کی کثرت سے اشاعت کی۔ بقی کی طرح ابن وضاح قرطبی نے بھی علم حدیث کو اندلس میں فروغ دیا لیکن مالکی ہونے کی وجہ سے ان کے اصول حدیث محدثین کے ہاں معتبر نہ تھے اس لئے ان کی روایات کو وہ درجہ نہیں ملا۔ دوسرے دور میں علم حدیث کو فروغ تو ملا لیکن اس کو اتنی ہی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مالکی علماء نے بقی بن مخلد کی شدت سے مخالفت کی۔ اگر خلیفہ وقت کی سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو بقی بن مخلد کو جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے۔ بقی بن مخلد کی مخالفت کو سمجھنے کے لئے اس اختلافی پس منظر کو جاننا ضروری ہے جو اہل حدیث اور اہل الرائے کے اختلاف کے نام سے معروف ہے۔

اہل حدیث علماء نے اندلسی فقہاء کی مخالفت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ان کی مالکی مذہب سے وفاداری، تقلید اور شدید تعصب کا ذکر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مالکی فقہاء کو خطرہ تھا کہ احادیث کی اشاعت سے مالکی مذہب کمزور پڑ جائے گا کیونکہ مالکی فقہ کو اکثر و بیشتر صحیح احادیث کی تائید حاصل نہیں تھی۔ اندلسی علماء کا کہنا تھا کہ بقی بن مخلد اور ان کے ساتھی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں، جو منکرات میں شامل ہیں اور مالکی فقہاء انہیں قابل استناد نہیں سمجھتے۔

اس اختلاف کو ڈاکٹر فیرو نے رفع یدین کی مثال سے سمجھایا ہے۔ اندلس میں جو مالکی مذہب رائج تھا، اس میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی اجازت تھی۔ اس کی بنیاد کسی حدیث کی بجائے عمل مدینہ پر تھی جس سے امام مالک نے یہ حکم اخذ کیا تھا۔ بقی بن مخلد اور ان کے ساتھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اور دوسری اسناد سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی رفع یدین کا ثبوت پیش کرتے تھے۔ موطا میں بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے لیکن مالکی فقہاء اس حدیث کو منسوخ سمجھتے تھے۔ عمل مدینہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی ناسخ تھی۔ بقی بن مخلد کے ذریعے جب رفع یدین کی حدیث اندلس میں آئی تو مالکی فقیہ اصبغ بن خلیل نے شدید مخالفت کی۔ حتی کہ بقی بن مخلد کو خلیفہ وقت کی پناہ لینا پڑی۔ تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ رفع یدین کے حق میں احادیث معلوم ہونے اور یہ پتہ چلنے

کے باوجود کہ مالکی مذہب کو صحیح حدیث کی حمایت نہیں اندلس کے لوگ رفع یدین کے بارے میں مالکی مسلک پر ہی قائم رہے۔ البتہ اس دور میں مالکی مذہب کے اہل حدیث سے تصادم کا یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ اندلسی علماء نے علم حدیث کی طرف توجہ دینا شروع کی۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ تو یہی ہے کہ بقی بن مخلد کے جواب میں اصبغ بن خلیل نے مالکی فقہ کی حمایت میں احادیث بھی پیش کیں۔ ان میں سے ایک حدیث کے بارے میں ابن الفرضی کا کہنا ہے کہ وہ خود اصبغ بن خلیل کی وضع کردہ تھی۔ اس کی اسناد میں اتنا واضح جھول تھا کہ علم حدیث کے ماہرین فوراً اس کی نشاندہی کر سکتے تھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس سے ایک طرف تو اس وقت تک کے مالکی فقہاء کی جن میں اصبغ بن خلیل جیسے جلیل القدر عالم شامل ہیں، علم حدیث، اصول حدیث اور علم الرجال سے عدم واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حجیت حدیث کے قائل تھے اسی لئے اپنے مسلک کی تائید میں حدیث پیش کرتے تھے۔

ڈاکٹر فیرو نے اگرچہ ابن الفرضی کی تردید نہیں کی لیکن انہوں نے یہ احتمال ظاہر کیا ہے کہ جس حدیث کو ابن الفرضی نے اصبغ کی وضع کردہ قرار دیا ہے، اس سے ملتی جلتی حدیث عراقی اسناد کے ساتھ سحنون کی "مدونہ" میں موجود ہے۔ یہ حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے احناف کے ہاں بھی قابل استناد سمجھی جاتی ہے۔

ڈاکٹر فیرو کی تحقیق کے مطابق اسی رجحان سے تیسرے دور کا آغاز ہوا جس میں اہل الحدیث اور اہل الرائے کے اختلافات ختم ہونا شروع ہوئے۔ مالکی فقہاء نے علم حدیث کو بھی اہمیت دی اور اب مشرق سے کتب حدیث کا اندلس میں بلا روک ٹوک داخلہ شروع ہوا۔ اندلسی علماء نے کتب حدیث کی شرحیں اور مختصرات لکھیں۔ ان میں امام احمد بن حنبل اور امام ابو داؤد کی کتب حدیث پر خصوصاً توجہ دی۔ حدیث کی اشاعت کے اس دور میں مالکی مذہب کی تائید میں احادیث کی جمع و اشاعت پر زیادہ زور دیا۔ اہل حدیث اور مالکی علماء کے مابین جو اصولی مباحث شروع ہوئے تھے اس سے اصول فقہ کے علم کو اندلس میں بہت فروغ ملا۔ احادیث اور سنت میں دلچسپی رکھنے والے علماء نے بدعات کے رد میں کتابیں لکھیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اندلس میں ابتدائی دور میں حدیث کی جو مخالفت ہوئی اس کی بڑی

وجہ تقلید اور روایت پرستی تھی۔ اندلسی مسلمان معاشرت اس سلسلے میں انتہا پسند ہو چکی تھی۔ جو دینی روایات اور عادات اندلسی معاشرت میں پختہ ہو چکی تھیں' انہیں جائز' سنت اور واجب العمل سمجھا جاتا تھا۔ اس کے مخالف تمام آراء' احکام اور رواجات خواہ حدیث سے بھی تائید ہوتی ہو انہیں بدعت قرار دیا جاتا۔ اندلس میں اکثر علماء کی اسی بنیاد پر مخالفت ہوئی۔ مثلاً ابن رشد اور امام شاطبی پر بدعت کا الزام لگا کیونکہ وہ اندلس میں مروج بعض مذہبی رواجات کو خلاف سنت گردانتے تھے۔ تصوف اور فلسفے کو بدعت سمجھا جاتا تھا۔ روایت کی حفاظت اور حمایت کے جذبے کے تحت بدعت کی نشاندہی' اس کی تعریف اور اس کا تجزیہ بھی پہلے پہل اندلس میں ہی ہوا۔ بدعت پر کتب کا جائزہ ڈاکٹر فیرو کا خصوصی موضوع ہے۔

بدعات کا مطالعہ

ڈاکٹر فیرو نے بدعت پر تین اہم تصانیف شائع کی ہیں ۔ ۱۹۸۷ء میں ان کی پہلی کتاب "عہد بنو امیہ میں اندلس میں زندقہ" کے عنوان سے تھی جس میں انہوں نے زندقہ کے مفہوم. دائرہ کار اور اس کی تطبیق کا جائزہ لیا ہے۔ زندقہ' بدعت کا انتہائی مفہوم ہے جس کے ڈانڈے کفر سے ملتے ہیں۔ بدعت کی مخالفت اور اس کے خلاف احتیاط میں بھی یہی اصول کارفرما ہے کہ بدعت کفر کی طرف لے جاتی ہے ۔ اندلس میں فلسفہ' آزاد خیالی اور عدم تقلید کو زندقہ قرار دیا جاتا تھا۔ ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر فیرو نے محمد بن وضاح القرطبی (م ۲۸۷ھ) کی "کتاب البدع" پر تحقیق کر کے اسے ہسپانوی ترجمے' حواشی اور تجزیے کے ساتھ شائع کیا ۔ ان کی تیسری کتاب ابوبکر الطرطوشی کی "کتاب الحوادث والبدع" کا ہسپانوی ترجمہ ہے جو عنقریب شائع ہو گی ۔ ابن وضاح اور طرطوشی کی کتابوں کو بدعت کے مطالعے میں سند کی حیثیت حاصل ہے ۔ ان کتابوں کے تحقیق و ترجمے کے علاوہ ڈاکٹر فیرو نے اندلس میں بدعات کے مسئلے پر اور بھی مقالات لکھے ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں ان کی تصنیفات میں موجود ہے ۔

ڈاکٹر فیرو کی تحقیق کے مطابق اسلام میں بدعت کا لفظ سلبی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے ۔ قرآن کریم میں یہ اصطلاح تو مذکور نہیں لیکن اسی مادہ کے دوسرے الفاظ بدیع (مثبت معنوں میں) اور ابتداع اور مبتدع (سلبی معنوں میں) استعمال ہوئے ہیں ۔ بدعت کی مذمت کی بنیاد ایک

حدیث پر ہے ۔جس میں نئے امور کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے کہ وہ گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں ۔ امام شافعی کا کہنا تھا کہ ہر بدعت قابل مذمت ہے لیکن ہر نئی چیز بدعت نہیں ہے ۔ خلفائے راشدین کے دور میں بہت سی نئی باتوں کو رواج دیا گیا جن میں جمع قرآن 'تراویح کی نماز وغیرہ شامل ہیں ۔ ابن عبدالسلام الشافعی (م ۶۶۰ھ) اور شہاب الدین القرافی المالکی (م ۶۸۵ھ) نے بدعت کی پانچ قسمیں گنوائی ہیں ۔ حرام' مکروہ' مباح' مندوب اور واجب ۔ امام شاطبی اور دیگر فقہا نے اس تقسیم کی مخالفت کی اور کہا کہ کوئی بدعت قابل تعریف نہیں ہو سکتی۔ ہر بدعت مردود ہے۔ البتہ امام شاطبی کے نزدیک بدعت صرف ان نئی باتوں کا نام ہے جو دینی امور میں اضافہ یا کمی کریں اور انہیں دین قرار دیا جائے' چنانچہ بدعت کا دائرہ کار عبادات ہیں عادات نہیں۔

ڈاکٹر فیرو نے بدعت کے مسئلے پر بارہ اہم تصانیف کا جائزہ لیا ہے۔ ان میں سے چھ مالکی علما کی تحریر ہیں' تین حنبلی' دو شافعی علما کی اور ایک حنفی عالم کی لکھی ہوئی ہے ۔ ان تمام کتب کا جائزہ لینے کے بعد ڈاکٹر فیرو نے بدعات کی ایک فہرست ترتیب دی ہے ۔ ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے ان میں سے چند بدعات کا ذکر کرتے ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ بدعت کے بارے میں تصورات کس طرح بدلتے رہے ہیں اور ماضی میں جنہیں بدعت سمجھا جاتا تھا وہ آج دین کا جز ہیں۔

۱) قرآن کریم سے متعلق بدعات ۔ قرآت بالالحان (گا کر قرآن کی تلاوت کرنا) تلاوت قرآن کا معاوضہ وصول کرنا۔ بازاروں اور گلیوں میں تلاوت ۔ قرآن کریم کا مفہوم و مطلب سمجھے بغیر اسے حفظ کرنا ۔ ناسمجھ بچوں کا حفظ قرآن ۔ محدود مدت میں ختم قرآن ' تلاوت قرآن کے لئے کسی مخصوص دن جمع ہونا۔ رمضان میں ختم قرآن ۔

۲) مساجد سے متعلق بدعات ۔ محراب کی تعمیر (طرطوشی اور ضحاک نے اسے مذموم بدعت قرار دیا ہے' بعد کے فقہاء نے اسے مستحسن بدعت کہا ہے)' مسجد کی تزئین و آرائش ۔ محراب پر آیات قرآنی کی تحریر' مسجد کے اندر چندے کی صندوقچی رکھنا یا مسجد کیلئے چندہ مانگنا۔ مسجد میں کھانا پینا۔ مسجد میں افطاری' مسجد میں خرید و فروخت ۔ مسجد میں شور مچانا۔

مسجد میں پنکھے لگانا۔

۳) ماہ شعبان سے متعلق بدعات ۔ شب برأت کی عبادت۔ صلوۃ الفیہ ۔

۴) رجب سے متعلق بدعات ۔ صیام رجب ۔ صلوۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعے کی مخصوص نماز)

۵) جمعہ سے متعلق بدعات ۔ جمعہ کی تعطیل ۔

۶) جنائز سے متعلق بدعات ۔ نماز جنازہ کو طوالت دینا' جنازے کا پیشگی اعلان کرنا یا تاخیر کرنا تاکہ زیادہ لوگ جمع ہوں۔ جنازہ لے جاتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا۔ دفن کے بعد تعزیت کرنا' ماتم' قبر پر موم بتی' دیا یا خوشبو جلانا' پانی چھڑکنا' بین کرنا' قبر کے پاس تلاوت قرآن ۔

ان بدعات کا تجزیہ کرنے کے بعد ڈاکٹر فیرو نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ تمام بدعات "نئی" نہیں تھیں' ان میں سے اکثر قبل اسلام سے تعلق رکھتی تھیں جو مقامی معاشرت میں اسلام کے بعد بھی جاری رہیں۔ بعض نئی بھی تھیں جو تاریخی طور پر اسلام کے بعد مروج ہوئیں۔ دوسرا نتیجہ جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ان میں سے بہت سی بدعات کا تعلق عبادات سے ہے جو اسلامی تعلیمات کے مخالف اور متوازی طور پر مروج تھیں' ان کے بارے میں جہاں عوام اور علماء کے مابین اختلاف رائے تھا وہاں علما کی آرا بھی مختلف تھیں۔ بعض نے اسے قابل مذمت سمجھا' بعض نے اسے مستحسن قرار دیا اور بعض نے انھیں قابل ذکر نہیں سمجھا۔ چنانچہ ڈاکٹر فیرو اس بات پر زور دیتی ہیں کہ بدعات کے بارے میں علما کے رجحانات کے تجزیے اور ان کے تاریخی پس منظر کے مطالعے کی ضرورت ہے۔ اسی سے معلوم ہو سکے گا کہ کن ادوار میں کن امور کو بدعت سمجھا گیا۔ کیا ہر نئی بات کو بدعت کہا گیا۔ کیا بدعت کا منفی تصور جمود پسندی کی عکاسی کرتا ہے ؟ کیا بدعت کا مسئلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مرکز سے دور اسلامی معاشرے اس سلسلے میں زیادہ تشویش کا اظہار کرتے رہے۔ یہ اور بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب بدعات کے مطالعے سے مل سکتا ہے۔

ان سوالات کا مطالعہ ہمارے لئے برصغیر میں بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ اندلس کے حوالے سے ۔ برصغیرپاک و ھند بھی اندلس کی طرح مرکز سے دور معاشرہ رہا ہے۔ یہاں بھی وسط ایشیا اور حجاز سے آنے والے علما ہندوستانی معاشرے میں بدعات کے رواج پر تشویش کا اظہار کرتے رہے ہیں' خود ہمارے ہاں کے علما بھی بدعت کی حقیقت اور اس کی شرعیت پر بحث کرتے رہے ہیں ۔ ان پر کتابیں ' مقالات اور رسائل موجود ہیں ۔ ضرورت ہے کہ علمی بنیادوں پر ان کا جائزہ لیا جائے۔ مختلف بدعات کی تاریخی طور پر نشاندہی کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ برصغیر میں حدیث اور علم حدیث کی آمد (۴) ' مختلف فقہی مسالک کے آغاز اور ارتقا اور فقہی اور اصولی مباحث کی تاریخ ترتیب دی جائے ۔ ڈاکٹر فیرو اور ان جیسے محققین کی تصنیفات ہمارے لئے نمونے کا کام دے سکتی ہیں۔

تصانیف

ذیل میں ڈاکٹر فیرو کی تصانیف کی ایک منتخب فہرست پیش کی جا رہی ہے ۔ فہرست کی ترتیب موضوعاتی اور زمانی اعتبار سے ہے ۔

(کتب):

۱) "عہد بنو امیہ میں اندلس میں زندقہ" (ہسپانوی زبان)' میڈرڈ' ۱۹۸۷ء ۔

۲) تحقیق و ترجمہ' تجزیہ و اشاریہ (ہسپانوی زبان) محمد بن وضاح القرطبی (م ۲۸۷)۔ "کتاب البدع" میڈرڈ' شعبہ علوم عربیہ' مجلس اعلی برائے تحقیقات علمی ' ۱۹۸۸ء

۳) تحقیق و ترجمہ و مطالعہ (ہسپانوی زبان) ابوبکر الطرطوشی ۔ "کتاب الحوادث والبدع" ۔ میڈرڈ (زیر طبع)۔

(مقالات)۔

الف ۔ فہارس و مخطوطات۔

۱) "استانبول کے کتب خانوں میں اندلس کے بارے میں مخطوطات" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ"، جلد ۹ (۱۹۸۸)، صفحات ۱۹۹ ۔ ۲۰۷ ۔

۲) "ہسپانیہ میں عربی اور اسلامی موضوعات پر تصانیف کی دوبارہ اشاعت کا جائزہ" معاونت : مرسیدلیس لوسینی (ہسپانوی زبان)، "فیلکس پاریخا کے اسلامی کتب خانے کی یادداشت نمبر ۲۵" ۔ میڈرڈ، ۱۹۸۹ء ۔

۳) "اندلس میں معاد و آخرت کی احادیث کے بارے میں ایک نیا مخطوطہ" معاونت : سعدیہ فاغیہ (ہسپانوی زبان) شرق الاندلس" ۔ جلد ۷ (۱۹۹۰ء) صفحات ۹۹ ۔ ۱۱۱ ۔

۴) "زہد پر چند اولین تصانیف کی اشاعت " (ہسپانوی زبان) "القنطرہ" جلد ۱۲ (۱۹۹۱ء) صفحات ۵۷۷۔ ۵۸۱

۵) "جامعہ کمپلوتانسے، میڈرڈ، کے کلیہ لسانیات میں عربی اور اسلامی موضوعات پر پیش کردہ ڈاکٹریٹ کے مقالات کا ایک جائزہ" ۔ غرناطہ : جامعہ غرناطہ، ۱۹۸۶ء۔

ب ۔ تاریخ اسلام۔

۱) "تراجم کے تین معاجم میں ہسپانوی عرب خواتین کا تذکرہ " (ہسپانوی زبان) "قرون وسطیٰ کی خواتین اور ان کا قانونی دائرہ کار" ۔ میڈرڈ ۔ جامعہ آوتونوما، ۱۹۸۳ء، صفحات ۱۷۷ ۔ ۱۸۲۔

۲) "بلنسیہ کے ہسپانوی مسلمانوں میں مقبول دینی امور کے بارے میں ایک کتاب کا مطالعہ" (ہسپانوی زبان) ۔ "القنطرہ"، جلد ۵ (۱۹۸۴)، صفحات ۴۶۳۔۴۶۷

۳) "بنو عاصم الثقفی ۔ ابن الزبیر کے اسلاف" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ"۔ جلد ۷ (۱۹۸۶)، صفحات ۵۳ ۔ ۸۴۔

(۱۹۸۷ء)، صفحات ۹۹ ـ ۱۱۸

۵) "ابن یونس ـ ابن الفرضی کا ایک ماخذ" (ہسپانوی زبان) "نذر پروفیسر دری او کابانیلاس روڈ ری گیز" ـ غرناطہ ـ جامعہ غرناطہ، ۱۹۸۷، جلد اول، صفحات ۲۹۷ـ ۳۱۳ ـ

۶) "معاویہ بن صالح الحضرمی الحمصی ـ تاریخ اور افسانہ" (ہسپانوی زبان) "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات" ـ جلد اول (مرتب و محقق مانویلا مارین) ـ میڈرڈ، ۱۹۸۸ء، صفحات ۲۸۱ـ۴۱۱

۷) "الذہبی کی سیراعلام النبلاء اور تذکرۃ الحفاظ میں اندلسی اعلام" (ہسپانوی زبان)، معاونت ـ جی زس زانون ـ "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات"، جلد اول ـ مرتب و محقق ـ مانویلامارین ـ میڈرڈ، ۱۹۸۸ء، صفحات ۱۸۲ ـ ۲۳۴ ـ

۸) "ابن الطلاعٔ کی فہرسہ" (ہسپانوی زبان)، "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات" ـ جلد دوم ـ (مرتب و محقق محترمہ ل ـ آویلا) غرناطہ ـ جامعہ غرناطہ، ۱۹۸۹ء صفحات ۲۷۷ ـ ۲۹۷ ـ

۹) "عبدالرحمن الثالث اور خلیفہ کا لقب" (ہسپانوی زبان" ـ "شرق الاندلس"، جلد ۶ (۱۹۸۹ء)، صفحات ۳۳ ـ ۴۲ ـ

۱۰) "ابن القوطیہ کی تاریخی تصنیف" (ہسپانوی زبان)، "القنطرہ"، جلد ۱۰ (۱۹۸۹ء)، صفحات ۴۸۵ ـ ۵۱۲ ـ

۱۱) "القرمونیہ" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ"، جلد ۹ (۱۹۹۰)ـ صفحات ۸۳ ـ ۹۴

۱۲) "المقریزی (م ۸۴۵) کی المقفی میں اندلسی شخصیات کے تراجم"، معاونت: م ـ لوبینی (ہسپانوی زبان)، "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات ـ جلد سوم (مرتب و محقق: محترمہ ل ـ آویلا ـ غرناطہ ـ جامعہ غرناطہ، ۱۹۹۰ء ـ صفحات ۲۱۰ ـ ۲۵۵ـ

۴) "عبدالرحمن الاول کا مولیٰ بزیع اور اس کی اولاد" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ"، جلد ۸

۱۳) ابن القوطیہ کی تاریخ ' افتتاح الاندلس' میں خاندانوں کے تذکرے" (ہسپانوی زبان) "اندلس کے اسماء الرجال ۔ جلد چہارم (ترتیب و تحقیق ل مولینا) غرناطہ ۔ جامعہ غرناطہ ۔ ۱۹۹۰ء' صفحات ۴۱۔۷۰

۱۴) "الوافی بالوفیات' میں اندلسی اعلام" (ہسپانوی زبان)' "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات" ۔ جلد چہارم۔ غرناطہ۔ جامعہ غرناطہ' ۱۹۹۰ء ۔ صفحات ۱۵۹۔۲۱۴

۱۵) "علمائے اندلس کی تاریخ کا ایک گم شدہ ماخذ۔ تونس کے خلدونی عجائب گھر کا ایک مخطوطہ" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ" ۔ جلد ۱۲ (۱۹۹۱)' صفحات ۲۷۳۔۲۷۶

۱۶) "اموی عہد کے اندلس کے تین معروف بنو زیاد خاندان" (ہسپانوی زبان) "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات" جلد پنجم (ترتیب و تحقیق مانویلا مارین اور خے۔ زانوں) غرناطہ' ۱۹۹۲ء' صفحات ۸۵ ۔ ۱۴۲

۱۷) "اموی عہد کی مساجد میں پچی کاری" (انگریزی زبان) "نذر پروفیسر جے ۔ بوش ولا"۔ غرناطہ' ۱۹۹۲ء' جلد اول ۔ صفحات ۔ ۱۳۱۔ ۱۴۴

۱۸) "محنہ ابن حاتم الطلیطلی (۴۵۷۔ ۴۶۴ھ)" (ہسپانوی زبان) "اندلس کے اسماء الرجال کے مطالعات" ' جلد ۶ (۱۹۹۲) زیر طبع۔

۱۹) "محنہ ابو عمر الطلمنکی ۔ حیات و آثار" (ہسپانوی زبان)' "شرق الاندلس" ۔ ۱۹۹۲ء ۔ زیر طبع۔

۲۰) "ہسپانیہ کے دو ماہرین علوم عربیہ۔ رائن ڈوزی اور م۔ جے گوشخے کے مابین چند خطوط کا مطالعہ" (ہسپانوی زبان) ۔ "علوم عربیہ و ہسپانیہ کے بارے میں متفرقات" ۔ ۱۹۹۲ء ۔ زیر طبع۔

۲۱) "پانچویں صدی ہجری کے اندلس میں یہودیت اور عیسائیت کے مقابل اسلام" (ہسپانوی زبان)۔ "روداد بین الاقوامی کانفرنس بعنوان ۔ قرون وسطیٰ میں جزیرہ نمائے ہسپانیہ میں عیسائیت' یہودیت اور اسلام کے درمیان گفت و شنید"۔ زیر طبع۔

۲۲) "مذہب"، "تاریخ ہسپانیہ" ۔ جلد ۸ ۔ ملوک الطوائف ۔ بانی ۔ ے نینڈیز پیدال، نگرانی ۔ محترمہ خوور ۔ زیر طبع۔

۲۳) "ابن حزم اور یہودی زندیق" (انگریزی زبان) "بحر متوسط اور مغرب کے مسلمان" ۔ زیر طبع۔

۲۴) "موریطانی سیاح کا مغرب سے رابطہ ۔ رحلہ طویر الجنا (۱۲۴۵۔ ۱۲۵۰)"، (انگریزی زبان) مغرب ۔ زیر طبع۔

۲۵) "الاصفر" (انگریزی زبان) "مطالعہ" ۔ زیر طبع ۔

۲۶) "قاضی بطور حکمران" (انگریزی زبان) "علم دین اور سیاسی اقتدار" ۔ زیر طبع۔

ج ۔ علم الکلام ۔ بدعات ۔

۱) "اندلس میں زندقہ کے الزامات" (انگریزی زبان)، "تذکرہ علوم عربیہ" جلد ۵ ۔ ۲ (۱۹۸۷۔۸۸) صفحات ۲۵۱ ۔ ۲۵۸ ۔

۲) "ابن مسرہ پر الزامات کی ایک تردید" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ" ۔ جلد ۱۰ (۱۹۸۹ء) صفحات ۲۷۳۔ ۲۷۵۔

۳) "کرامات اولیاء کے بارے میں مباحث اور اندلس میں تصوف کی نشوونما" (چوتھی پانچویں صدی ہجری)" (انگریزی)، "مجلّہ مدرسہ علوم شرقیہ و افریقیہ"۔ جلد ۵۵ (۱۹۹۲ء)، صفحات ۔ ۲۳۶۔ ۲۴۹۔

۴) "بدعت پر کتب کا جائزہ" (انگریزی) "اسلام" ۔ جلد۔ ۶۹ (۱۹۹۲)، صفحات ۲۰۴۔ ۲۴۶۔

۵) "اندلس میں بدعات" (انگریزی) "میراث اندلس" (تحقیق و ترتیب جیوسی) ۔ زیر طبع ۔

۶) "اہل سنت کے ہاں عاشورہ کی تقریبات" (انگریزی) مجلّہ "عربی" زیر طبع۔

د۔ فقہ اور اصول فقہ۔

۱) "ابوبکر الطرطوشی کی کتاب الحوادث والبدع' میں مالکی اصول سد الذرائع" (ہسپانوی زبان)۔ "القنطرہ" ۔ جلد ۲ (۱۹۸۱)' صفحات ۶۹۔۸۷۔

۲) "اندلس میں مالکی مذہب اور حکمین کا مسئلہ" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ" ' جلد ۴ (۱۹۸۵)' صفحات ۷۹۔۱۰۲۔

۳) "اندلس میں رفع الیدین فی الصلاۃ کے بارے میں مباحث" (فرانسیسی زبان) "مطالعہ اسلام"۔ جلد ۶۵ (۱۹۸۷ء)' صفحات ۔ ۶۹۔۹۰

۴) "قرآن و حدیث میں خواتین اور محنت و مزدوری" (ہسپانوی زبان)' "پانچویں یک روزہ بین العلوم تحقیقات کانفرنس کی روداد"۔ حصہ اول ۔ اندلس' "اندلس میں خواتین ۔ ان کے معمولات اور سماجی درجہ بندیوں کے بارے میں تاریخی حوالے" ۔ تحقیق و ترتیب محترمہ ۔خے۔ رگویرا۔ اشبیلیہ ۔ ۱۹۸۹ء۔

۵) "کلمہ کفر کے بارے میں اندلس میں فتاوی" (انگریزی زبان)' "سالنامہ علوم اسلامیہ"۔ جلد ۲۵ (۱۹۹۰) صفحات ۔ ۱۱۷ (انگریزی)۔

۶) "اندلس میں مالکی مذہب۔ دوسری سے پانچویں صدی ہجری" (ہسپانوی زبان) "القنطرہ" ۔ جلد ۱۲ (۱۹۹۱) صفحات ۱۱۹ ۔ ۱۳۲۔

۷) "اسلام میں ہجرت کا مسئلہ ۔ قدیم تصورات اور جدید مسائل" (ہسپانوی زبان) "اوراق" ۔ زیر طبع۔

حدیث۔

۱) "اندلس میں حدیث کا آغاز ۔ (دوسری صدی ہجری سے تیسری صدی ہجری تک)" (انگریزی) "اسلام" ۔ جلد ۶۴ (۱۹۸۹) صفحات ۔ ۶۸۔۹۳۔

۲) "تکملہ ابن ابار میں پانچویں سے ساتویں صدی ہجری تک حدیث کی روایات اور کتب" (ہسپانوی زبان) ۔ "ابن ابار۔ بلنسیہ کا عرب صاحب قلم سیاستدان" (۱۱۹۹۔۱۲۶۰)۔ بلنسیہ، ۱۹۹۰، صفحات ۔ ۲۱۵۔ ۲۲۲

حوالہ جات

۱۔ عبد الملک بن حبیب، کتاب التاریخ، مطالعہ اور تحقیق = خورخی اغوادی، المجلس الاعلی للابحاث العلمیہ، معہد لتعاون مع العالم العربی، میڈرڈ۔ ۱۹۹۱ء

۲۔ بظاہر فیرو وہی ہسپانوی خاندان ہے جس کی ایک جلیل القدر شخصیت ابوالقاسم بن فیرو الشاطبی (م ۵۹۰ھ) صاحب حرز الامانی ہیں۔

۳۔ اس عظیم منصوبے کی پہلی جلد جسے پروفیسورا مانویلا مارین نے ترتیب دی ہے ۱۹۸۸ء میں میڈرڈ سے شائع ہوئی۔ اس منصوبے کا مقصد اسلامی تاریخ، تراجم، جغرافیہ اور دیگر تمام ماخذ سے اندلسی شخصیات کے حالات زندگی جمع کر کے شائع کرنا ہے۔ اس کی چھٹی جلد ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ بحث اس وقت چھڑی جب مولانا مسعود عالم ندوی نے وہابی تحریک کے بارے میں اپنی کتاب میں یہ لکھا کہ ہندوستان میں علماء حدیث سے بہت کم واقف تھے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس کی تردید میں مضمون لکھا جو دو جلدوں میں کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔ (پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ت ۔ ن۔)

★★★